سچائی اور رسید

یہی سچ ہے۔

سے تھامے ہوئے۔ ایسا سچ جو عام گلیوں میں چلا ہے، عام لفافوں کے اندر، مہروں، پتوں اور بند کھڑکیوں کے درمیان۔
کے ساتھ ٹیلی ویژن پر آتا ہے۔ میرا سچ گھسے ہوئے جوتوں والا ہے، سانس اکھڑی ہوئی، ہاتھ میں ایک خط مضبوطی
سوٹ اور ٹائی پہنا ہوا سچ نہیں، اس قسم کا نہیں جو سنجیدہ موسیقی

خط پوپ تک پہنچا دیا گیا۔

نے اسے وصول کیا۔ وہ کہتی ہے کہ اس لمحے کے بعد کوئی یہ بہانہ نہیں کر سکتا کہ خط کبھی بھیجا ہی نہیں گیا۔
وہ چیزیں پڑی رہتی ہیں جنہیں چیخنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ وہ کہتی ہے کہ خط پہنچ گیا۔ وہ کہتی ہے کہ کسی
اور یہاں ثبوت کے سوا کچھ اور کہنے کی ضرورت نہیں۔ رسید وہیں پڑی ہے، خاموش اور درست، جیسے

ہے جو شک کو حقیقت سے جدا کرتی ہے۔ پہلے ایک خط تھا۔ بعد میں ایک ایسا خط ہے جو اپنی منزل تک پہنچا۔
رسید محض کاغذ کا ٹکڑا نہیں۔ یہ بے حسی کے خلاف ایک چھوٹا سا فیصلہ ہے۔ یہ وہ دستاویز

اسی لیے میں اسے دنیا کو دکھاتا ہوں۔

اور میں نہیں چاہتا کہ یہ کہانی دوسرے سنائیں، بگاڑ کر، ایک گزرتی افواہ یا بھلا دی جانے والی عجیب بات بنا کر۔
بنانے کے لیے نہیں۔ میں دکھاتا ہوں کیونکہ بعض سچائیاں، اگر دراز میں بند رہ جائیں، تقریبا جھوٹ بن جاتی ہیں۔
غرور سے نہیں۔ شور مچانے کے لیے نہیں۔ کسی عمل کو تمغہ

اپنے مکتوب الیہ تک پہنچا، اور ایک نشان چھوڑا۔ ٹھوس نشان، قابل تصدیق، کندھے اچکا کر مٹایا نہ جا سکنے والا۔
خط مجھ سے روانہ ہوا، مگر اب وہ صرف میرا نہیں رہا۔ اس نے فاصلہ طے کیا،

پس دنیا جان لے کہ میں نے لکھا۔

دنیا جان لے کہ خط پہنچا دیا گیا۔

ہے۔ اور پھر وہ وہیں رہ جاتا ہے، سب کی آنکھوں کے سامنے، اس انتظار میں کہ کسی میں اسے پڑھنے کی ہمت ہو۔
کبھی سچ بگل بجاتے ہوئے نہیں آتا۔ وہ لفافے کے اندر آتا ہے۔ آہستہ سے دستک دیتا ہے۔ ایک رسید اسے درج کر لیتی
دنیا جان لے کہ کبھی

ہے: پوپ کے نام خط پہنچا دیا گیا۔ اور اس کے ساتھ یہ ذمہ داری بھی آئی کہ یہ بہانہ نہ کیا جائے کہ کچھ ہوا ہی نہیں۔
یہ دنیا کے نام میری اطلاع

رسید کم بولتی ہے۔

مگر سب کچھ کہہ دیتی ہے۔